شرعی وزن سے زائد اور سونے کی مردانہ انگوٹھی بیچنے اور اس کی آمدن کا حکم

ریفرنس نمبر: Pin 6581

تاریخ: 01-10-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ

(1) شرعی وزن سے زائد وزن کی چاندی کی مردانہ انگوٹھی اور سونے کی مردانہ انگوٹھی کی خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

(2) اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

(1) غیر شرعی انگوٹھی مثلاً چاندی کی مَردانہ انگوٹھی، جو ساڑھے چار ماشے کے برابر یا اس سے زائد وزن کی ہو یا اس میں دو نگ لگے ہوں یا مَردانہ بناوٹ کی سونے کی انگوٹھی وغیرہ بنانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا، ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ شریعتِ مطہرہ کا ایک بنیادی اصول ہے کہ جن چیزوں کا استعمال جائز نہیں، تو گناہ پر معاونت کی وجہ سے ان چیزوں کو بنانا اور خریدنا بیچنا بھی جائز نہیں ہے، لہذا مَرد کے لیے جو انگوٹھی پہننا حرام ہے، ایسی انگوٹھی بنانا اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں کہ اس میں گناہ پر معاونت ہے اور گناہ پر معاونت کرنا بھی گناہ ہے۔

گناہ کے کام پر معاونت جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ ترجمہ کنز الایمان: نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ (پارہ 6، سورۃ المائدۃ، آیت 2)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "یہ اصل کلی یاد رکھنے کی ہے کہ بہت جگہ کام دے گی۔ جس چیز کا بنانا، ناجائز ہو گا، اسے خریدنا، کام میں لانا بھی ممنوع ہو گا اور جس کا خریدنا، کام میں لانا منع نہ ہو گا، اس کا بنانا بھی ناجائز نہ ہو گا۔" (فتاویٰ رضویہ، ج 23، ص 464، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اس کی ایک نظیر یہ ہے کہ جن جوتوں پر چاندی کا کام ہوا ہو، ایسے جوتے مَردوں کے ہاتھ بیچنا مکروہِ تحریمی ہے، کیونکہ ایسا جوتا مَرد کو پہننا جائز نہیں، لہذا اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں کہ اس میں گناہ پر معاونت ہو گی۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم علیہ

الرحمۃ فرماتے ہیں: ''وبیع المکعب المفضض للرجال اذا علم انہ یشتریہ لیلبسہ یکرہ لانہ اعانۃ لہ علی لبس الحرام ''ترجمہ: مَردوں کے ہاتھ چاندی کے کام والے جوتے کی بیع کرنا مکروہ ہے، جبکہ معلوم ہو کہ یہ پہننے کے لئے خرید رہا ہے، کیونکہ یہ حرام چیز پہننے پر اعانت ہے۔ (البحرالرائق، ج8، ص371، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

اور امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اس بارے میں فرماتے ہیں: ''و کذا بیع الجاریۃ المغنیۃ فان الجاریۃ للاستخدام والافتراش والغناء فلم تکن المعصیۃ ھي المقصودۃ و کذا الکبش یکون للنسل وللاکل و کذا الحمامۃ للاستئناس والاکل و کذا الخشب للایقاد واصطناع السریر والمعازف **بخلاف بیع المکعب المفضض فان وضعہ انما ھو للبس لا غیر وھو المقصود الاعظم منہ وفیہ المعصیۃ فیکرہ بیعہ** ''ترجمہ: اور اسی طرح مغنیہ (گیت گانے والی) لونڈی کی بیع جائز ہے، کیونکہ لونڈی خدمت حاصل کرنے، صاحب فراش بنانے اور گانا گانے کے لئے ہوتی ہے، تو ایسی لونڈی خریدنے سے مقصود معصیت نہیں ہو گی۔ اسی طرح مینڈھا نسل حاصل کرنے اور گوشت کھانے کے لئے ہوتا ہے، اسی طرح کبوتر انسیت حاصل کرنے اور کھانے کے لئے ہوتا ہے اور اسی طرح لکڑی جلانے، چارپائی بنانے اور آلاتِ لہو ولعب بنانے کے لئے ہوتی ہے۔ (لہذا ان سب کی بیع جائز ہے) **برخلاف چاندی کے کام والے جوتے کی بیع کے کہ اس کی وضع ہی پہننے کے لئے ہوتی ہے، نہ کہ کسی اور کام کے لیے اور اس سے مقصودِ اعظم بھی پہننا ہی ہوتا، حالانکہ اسے پہننے میں معصیت ہے، لہذا اس کی بیع مکروہ ہے۔**

(جدالممتار، ج7، ص76، مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

نوٹ: مَرد کے لیے چاندی کی ایک انگوٹھی، وہ بھی ایک نگ والی، جو وزن میں ساڑھے چار ماشے (یعنی 4 گرام 374 ملی گرام) سے کم ہو، پہننا جائز ہے اور مَرد کے لئے چاندی کے علاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی پہننا یا ایک نگ سے زائد نگ والی انگوٹھی پہننا یا بغیر نگ کے انگوٹھی یا چھلّا پہننا یا ساڑھے چار ماشے کے برابر یا اس سے زیادہ وزن کی انگوٹھی (اگرچہ چاندی ہی کی ہو) پہننا ناجائز و گناہ ہے نیز انگوٹھی کے علاوہ کسی قسم کا زیور مثلاً بالیاں وغیرہ پہننا بھی ناجائز و گناہ ہے، اگرچہ وہ چاندی ہی کا کیوں نہ ہو۔

(2) گناہ پر تعاون کی وجہ سے غیر شرعی انگوٹھیوں کی خرید و فروخت مکروہِ تحریمی و ناجائز ہے، لیکن اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حرام نہیں ہو گی، کیونکہ یہ بیع باطل یا فاسد نہیں ہے، بلکہ اصل و وصف کے لحاظ سے درست ہے، لیکن امرِ خارج (معصیت پر اعانت ہونے) کی وجہ سے مکروہ (تحریمی) ہے اور بیع مکروہ کو بھی اگرچہ دیانۃً ختم کرنا ضروری ہوتا ہے، لیکن اس میں بائع اور مشتری کو ثمن و مبیع پر ملکِ صحیح حاصل ہو جاتی ہے یعنی بیع مکروہ کی آمدنی حلال ہوتی ہے۔

بیع مکروہ کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:"اعلم ان فسخ بیع المکروہ واجب علی کل واحد منھما ایضا لرفع الاثم" ترجمہ: جان لو کہ رفعِ اثم (گناہ کو بالکلیہ ختم کرنے) کے لیے متعاقدین میں سے ہر ایک پر بیع مکروہ کو فسخ کرنا بھی واجب ہے۔ (درمختار، ج7، ص316، مطبوعہ پشاور)

علامہ سیّد ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:"وقدمنا عن الدرر انہ لا یجب فسخہ وما ذکرہ الشارح عزاہ فی الفتح اول باب الاقالۃ الی النہایۃ ثم قال: وتبعہ غیرہ وھو حق لان رفع المعصیۃ واجب بقدر الامکان اھ قلت: ویمکن التوفیق بوجوبہ علیھما دیانۃ بخلاف البیع الفاسد فانھما اذا اصرا علیہ یفسخہ القاضی جبرا علیھما ووجھہ ان البیع ھنا صحیح ویملک قبل القبض ویجب فیہ الثمن لا القیمۃ فلا یلی القاضی فسخہ لحصول الملک الصحیح" ترجمہ: ہم نے پہلے درر کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ بیع مکروہ کو فسخ کرنا واجب نہیں اور جس قول کو شارح نے ذکر کیا ہے، اسے فتح کے باب الاقالہ کے شروع میں نہایہ کی طرف منسوب کیا ہے پھر فرمایا کہ نہایہ کے علاوہ فقہاء نے بھی ان کی اس مسئلے میں اتباع کی ہے اور یہی (یعنی عقد کو ختم کرنے کا حکم) حق ہے، کیونکہ جتنا ممکن ہو، معصیت کو ختم کرنا واجب ہوتا ہے۔ میں (علامہ شامی علیہ الرحمۃ) کہتا ہوں کہ ان دونوں قولوں میں اس طور پر تطبیق ممکن ہے کہ بیع مکروہ کو فسخ کرنا دیانۃً واجب ہو، برخلاف بیع فاسد کے کہ متعاقدین جب اس پر مصر ہوں (یعنی اسے ختم نہ کریں) تو قاضی اسے جبراً ختم کر دے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں (یعنی بیع مکروہ کی صورت میں فی نفسہ) بیع صحیح ہے اور اس میں قبضہ سے پہلے ملکیت حاصل ہو جاتی ہے اور اس میں ثمن (عاقدین باہم رضامندی سے جو ریٹ طے کرتے ہیں) واجب ہوتا ہے، نہ کہ قیمت (چیز کے معیار کے اعتبار سے اُس کا جو ریٹ بنتا ہو)، پس قاضی اسے فسخ کرنے کا مالک نہیں ہو گا، کیونکہ متعاقدین کو ملکِ صحیح حاصل ہو چکی ہے۔ (ردالمحتار، ج7، ص316، مطبوعہ پشاور)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:"بیع مکروہ بھی شرعاً ممنوع ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے، مگر چونکہ وجہِ ممانعت نہ نفسِ عقد میں ہے، نہ شرائطِ صحت میں، اس لئے اس کا مرتبہ فقہاء نے بیع فاسد سے کم رکھا ہے، اس بیع کے فسخ کرنے کا بھی بعض فقہا حکم دیتے ہیں، فرق اتنا ہے کہ بیع فاسد کو اگر عاقدین فسخ نہ کریں تو قاضی جبراً فسخ کر دے گا اور بیع مکروہ کو قاضی فسخ نہ کرے گا، بلکہ عاقدین کے ذمہ دیانۃً فسخ کرنا ہے۔ بیع فاسد میں قیمت (چیز کے معیار کے اعتبار سے اُس کا جو ریٹ بنتا ہو) واجب ہوتی ہے، اس میں ثمن (عاقدین باہم رضامندی سے جو ریٹ طے کرتے ہیں) واجب ہوتا ہے، بیع فاسد میں بغیر قبضہ ملک نہیں ہوتی، اس میں مشتری قبلِ قبضہ مالک ہو جاتا ہے۔"

(بہارِ شریعت، ج2، حصہ 11، ص722تا723، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تنبیہ: فقہائے کرام کی اصطلاح میں خرید و فروخت کرنے والے افراد کے درمیان باہم رضامندی سے کسی چیز کا جو بھی ریٹ طے پائے، اسے ثمن کہتے ہیں، چاہے چیز کے معیار (مارکیٹ ویلیو) کے اعتبار سے کم ریٹ طے پائے یا زیادہ، جبکہ کسی چیز کے معیار (مارکیٹ ویلیو) کے مطابق اُس کا جو ریٹ بنتا ہو، اُسے قیمت کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: " و الفرق بين الثمن و القيمة ان الثمن ما تراضى عليه المتعاقدان سواء زاد على القيمة و نقص و القيمة ما قوّم به الشئ بمنزلة المعيار من غير زيادة و لا نقصان " ترجمہ: ثمن اور قیمت میں یہ فرق ہے کہ ثمن سے مراد وہ ریٹ ہے کہ جس پر متعاقدین (خرید و فروخت کرنے والے) راضی ہو جائیں، چاہے وہ ریٹ اُس چیز کی واجبی قیمت سے زیادہ ہو یا کم ہو نیز کسی قسم کی زیادتی اور کمی کیے بغیر چیز کے معیار کے اعتبار سے اُس کا جو ریٹ بنتا ہو، اُسے قیمت کہتے ہیں۔

(ردالمحتار، ج7، ص117، مطبوعہ پشاور)

لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ آمدنی حلال ہے، تو ایسا کام کرنے کی اجازت ہے، بلکہ فی نفسہ آمدنی حلال بھی ہو، تب بھی جب کام کرنا ہی گناہ ہو، تو ایسا کام کرنے کی ہر گز اجازت نہیں ہو گی نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ گناہ کی نحوست کے سبب روزی سے برکت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

گناہ کی نحوست کے سبب برکت اٹھالی جاتی ہے۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ ماپ تول کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " فالبركة تحصل فيه بالكيل لامتثال امر الشارع واذا لم يمتثل الامر فيه بالاكتيال نزعت منه لشؤم العصيان " ترجمہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے ماپنے سے غلے میں برکت ہو گی اور ماپنے میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کی پیروی نہ کی، تو گناہ کی نحوست کی وجہ سے اُس غلے سے برکت اٹھالی جائے گی۔

(عمدۃ القاری، ج8، ص413، مطبوعہ ملتان)

و اللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

13 صفر المظفر 1442ھ/01 اکتوبر 2020ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے